70455 ـ صحيح اور ضعيف حديث ميں علماء كے اختلاف ميں عام مسلمان كيا كرے ؟

سوال

اگر عبادت كے متعلق كسى حديث كے صحيح يا ضعيف ہونے ميں علماء كا اختلاف ہو تو ہميں كيا كرنا چاہيے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

پہلى بات تو يہ ہے كہ حديث كے صحيح يا ضعيف ہونے ميں اختلاف اور فقہى مسائل ميں علماء كے اختلاف ميں اہل علم كے ہاں كوئى فرق نہيں؛ اس ليے كہ حديث كو صحيح يا ضعيف قرار دينا اجتہاد كے تابع ہے، اور اس سلسلہ ميں علم رجال اور طرق حديث كے متعلق علماء كرام ايك دوسرے سے فرق ركھتے ہيں كسى كے پاس اس كا علم كم ہے اور كسى كے پاس زيادہ، بعض علماء كسى راوى كے حالات كا علم ركھتے ہيں تو كسى عالم پر اس كے حالات مخفى رہتے ہيں، اور كوئى دوسرا عالم اس حديث كے شواہد اور متابعات كا علم ركھتا ہے ليكن كسى دوسرے كے ليے يہ طرق اور متابعات ميسر نہيں ہوتے، تو اس طرح ان كا ايك ہى حديث پر حكم مختلف ہو جاتا ہے.

اور بعض اوقات ہر ايك راوى كے حالات اور حديث كے طرق سے واقف ہو جاتا ہے، ليكن راوى كے حالات ميں راجح كے متعلق اجتہاد كرتے ہوئے حديث كو صحيح اور ضعيف ميں ترجيح ديتے وقت ان ميں اختلاف ہو جاتا ہے، اور اسى طرح طرق حديث كا شذوذ اور علت سے خالى ہونے ميں ترجيح كے اعتبار سے بھى اختلاف ہو جاتا ہے.

امام ترمذى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اہل علم ميں سے آئمہ رجال كا رجال كے ضعف ميں اختلاف ہے جس طرح ان كا باقى علم ميں اختلاف ہے "

ديكھيں: سنن ترمذى (5 / 756) ترمذى كے آخر ميں علل ترمذى ميں يہ كلام درج ہے.

اور علماء كرام كے اختلاف كے اسباب بيان كرتے ہوئے شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" تيسرا سبب:

اجتہاد كے ساتھ كسى حديث كے ضعيف ہونے كا اعتقاد ركھنا جس ميں ہو سكتا ہے دوسرے كى مخالفت ہو، قطع

نظر دوسرے طریق کے، چاہے وہ صحیح ہو یا کوئی دوسرا عالم دین، یا جو یہ کہتا ہے کہ ہر مجتهد صحیح اجتهاد کرتا ہے تو اس طرح دونوں ہی صحیح ہوں؛ اور یہ کئی ایك اسباب کی بنا پر ہو سکتا ہے جس میں سے ایك سبب یہ بھی ہے:

حدیث بیان کرنے والا یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ ان میں سے ایك ضعیف ہے؛ اور دوسرا اسے ثقہ سمجھتا ہو، علم رجال کی معرفت ایك وسیع علم ہے؛ پھر بعض اوقات جرح کے اسباب پر مطلع ہونے کی بنا پر اسے ضعیف کہنے والا بعض اوقات درست ہو سکتا ہے، اور بعض اوقات غیر جارح سبب کا علم ہونے کی بنا پر کوئی دوسرا بھی صحیح ہو سکتا ہے؛ یا تو اس لیے کہ اس کی جنس غیر جارح ہے، یا پھر اس لیے کہ اس میں کوئی ایسا عذر ہے جو جرح میں مانع ہو.

یہ موضوع بہت وسیع ہے، علم رجال کے علماء اور رجال کے احوال اجماع میں سے ہے، اور اس میں اختلاف بالکل اسی طرح ہے جس طرح باقی علوم میں اہل علم کا اختلاف ہے.

اور اس میں سبب یہ بھی ہے: یہ اعتقاد ہو کہ حدیث بیان کرنے والے نے اس سے حدیث سنی ہی نہیں جس سے وہ بیان کر رہا ہے، لیکن اس کے علاوہ دوسرے کا اعتقاد ہو کہ اس نے واجب کرنے والے معروف اسباب کی بنا پر وہ حدیث سنی ہے.

اور یہ سبب بھی ہے: محدث یعنی حدیث بیان کرنے والے کے دو حال ہوں، ایك تو استقامت والا حال، اور دوسرا اضطراب والا حال، مثلا: اسے اختلاط ہو گیا ہو یا پھر اس کی کتب جل گئی ہوں، اس طرح اس نے استقامت یعنی صحیح حالت میں جو احادیث بیان کی ہیں وہ صحیح ہیں، اور جو احادیث اس نے اضطراب کی حالت میں بیان کیں وہ ضعیف ہیں؛ چنانچہ ایك کو علم نہیں کہ اس نے جو احادیث بیان کی ہیں وہ کس نوع کی ہیں لیکن دوسرا علم رکھتا ہے کہ اس نے جو احادیث بیان کی ہیں وہ صحیح اور استقامت کی حالت میں بیان کردہ ہیں.

اور اسباب میں یہ بھی شامل ہے کہ: حدیث بیان کرنے والا وہ حدیث بھول چکا ہو اور بعد میں اسے یاد نہ آئے، یا پھر وہ اس حدیث سے ہی انکار کر دے کہ اس نے بیان کی تھی اور اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ علت ترک حدیث کو واجب کرتی ہے، لیکن دوسرا یہ رائے رکھتا ہو کہ اس سے استدلال کرنا صحیح ہے، یہ مسئلہ معروف ہے...... اس کے علاوہ بھی کئی ایك اسباب ہیں.

دیکھیں: مجموع الفتاوی (20 / 240 - 242)مختصر.

دوم:

ایك ہی حدیث کو صحیح اور ضعیف قرار دینے میں اہل علم کے اختلاف میں مسلمان کا موقف کیا ہونا چاہیے اس

کے متعلق عرض یہ ہے کہ: اس میں وہی موقف ہے گا جو بذاتہ فقہی اختلاف کے وقت ہوتا ہے، اگر تو وہ ان کے اقوال کے درمیان ترجیح دینے کی اہلیت رکھتا ہو تو دونوں حکموں میں سے جو صحیح دیکھتا ہو اسے راجح قرار دے، اور اگر وہ اہلیت نہیں رکھتا تو اسے تقلید واجب ہو گی.

اسے چاہیے کہ وہ اس کی ترجیح کو لے جسے وہ زیادہ دین والا اور اس سلسلہ میں زیادہ علم والا دیکھتا ہو، وہ اس دھوکہ میں نہ رہے کہ وہ اصولی ہے یا فقیہ یا مفسر ہے، بلکہ تصحیح اور تضعیف کے متعلق اس فن میں ماہر علماء کا مقلد بنے اور ان کے فیصلے کو مانے، یعنی فن حدیث کے علماء کے فیصلے پر چلے.

اس میں تقلید کرنے میں جو نتائج مرتب ہوں اس میں کوئی حرج نہیں اگر اس کے نزدیك وہ حدیث صحیح ہو اور اس میں وہ تقلید کر رہا ہو اور وہ فقہی حکم ضمن میں لے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے، اور اگر حدیث ضعیف ہو تو اس پر عمل نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر علماء کرام فتوی میں اختلاف کریں، یا جو وہ تقاریر اور دروس سنتا ہے مثلا اس میں اختلاف ہو تو وہ اس کی پیروی کرے جسے وہ اقرب الی الصواب اور زیادہ عالم اور دین میں زیادہ سمجھتا ہو "

دیکھیں: لقاء الباب المفتوح لقاء نمبر (46) سوال نمبر (1136).

مزید آپ سوال نمبر (22652) کے جواب کا بھی مطالعہ ضرور کریں، اس میں اختلاف علماء کے متعلق صحیح موقف بیان کیا گیا ہے.

واللہ اعلم .